

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہونا مہرِ رضا تم پہ کروڑوں درود

کڑا مانگ پور کے برزگوں کا ذکر اور ان کے احوال پر ایک مختصر قیمتی نوشتہ

اولیاء الطہور

فی

کراما نکفور

تصنیف

مولانا غفران احمد نوری القادری

ابن حافظ شیرزماں مصطفوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

اسماعیل پور کٹر اکو شامی (الہ آباد)



Ghufran Noori Abdali



ghufran_092



@ghufran1_noori

ناشر

نوری کتاب گھر، نئی بازار کٹر اکو شامی، الہ آباد

جملہ حقوق کمپوزنگ و کتاب بحق ناشر محفوظ

کوئی صاحب بلا اجازت عکس نہ لیں

نام کتاب :	اولیاً الطہور فی کراما نکفور
مؤلف :	مولانا غفران احمد نوری القادری
کمپوزر :	کامل احمد نعیمی
ناشر :	نوری کتاب گھر، نئی بازار، کٹر اکو شامی، الہ آباد ورضوی بک ڈپو، منصور پارک، الہ آباد
اشاعت :	جنوری ۲۰۱۴ء
تعداد :	گیارہ سو (1100)
صفحات :	۴۸
قیمت :	

فہرست

شمارہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	شرف انتساب	۵
۲	اپنی بات	۵
۳	نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۶
۴	منقبت در شان سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷
۵	عظمت اولیاء	۸
۶	اللہ کے ولیوں کی شان و عظمت	۹
۷	ولیوں کی صحبت	۱۲
۸	زیارت قبور عمل صالح ہے	۱۳
۹	بزرگوں کی قبروں کی زیارت	۱۴
۱۰	کارآمد باتیں	۱۵
۱۱	امیر کبیر سید قطب الدین مدنی علیہ الرحمہ	۱۶
۱۲	حضرت خواجہ کٹرک شاہ علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد	۱۶
۱۳	ذکر خواجہ کٹرک شاہ ابدال قدس سرہ	۱۷
۱۴	ملا مت کی قسمیں	۲۲
۱۵	مولانا شمس الدین المعروف مولانا خواجگی علیہ الرحمہ	۲۳
۱۶	خواجہ مؤید الدین (کڑی)	۲۴
۱۷	شیخ تقی علیہ الرحمہ	۲۵
۱۸	شیخ کمال الدین المعروف شیخ کالو (کمال پور)	۲۵

۱۹	شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ	۲۶
۲۰	مولانا جلال الدین مانک پوری علیہ الرحمہ	۳۱
۲۱	مولانا خواجہ علیہ الرحمۃ	۳۲
۲۲	مولانا شیخ علیہ الرحمہ	۳۳
۲۳	راجی سید حامد شاہ علیہ الرحمۃ	۳۴
۲۴	راجی سید نور علیہ الرحمۃ	۳۵
۲۵	حضرت سالار بدھ علیہ الرحمۃ	۳۶
۲۶	شیخ نصیر الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ	//
۲۷	شیخ چندن قوم افغان	۳۷
۲۸	شاہ سید خان علیہ الرحمۃ	//
۲۹	سید علاؤ الدین بخاری	//
۳۰	ذکر حضرت عاشق ابدال علیہ الرحمۃ	//
۳۱	ذکر طیار درگاہ شہزادہ	۳۸
۳۲	مخدوم شیخ منہاج الدین کٹرا	//
۳۳	مسجد قاضی محمد یعقوب	//
۳۴	روضہ شیخ ہاشم شاہ علیہ الرحمۃ	۳۹
۳۵	حضرت یوسف قتال علیہ الرحمۃ	//
۳۶	حضرت شاہ اسماعیل علیہ الرحمۃ	//
۳۷	حضرت گنداعلی شاہ اکبر پور، کٹرا	//
۳۸	قلعہ کٹرا کی فتح	۴۱
۳۹	فتح قلعہ مانک پور	۴۴
۴۰	ماخذ و مراجع	۴۷

شرف انتساب

اللہ کے ان بندوں کے نام جنہیں اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہوتا ہے۔ جن کی پوری زندگی یاد الہی میں گزرتی ہے۔ جس کے شب و روز ذات خداوندی کی معرفت اور اس کے جمال و جلال کے نور میں مستغرق ہوتے ہیں۔ جو محض رضائے الہی کے طالب ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت جن کا مقصود ہوتا ہے۔ جو اگر کسی مخلوق سے محبت بھی کرتے ہیں تو محض اللہ کے لیے۔ جن کے متعلق حدیث قدسی ہے میں ان کا کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں جس کے ذریعے وہ سنتے، دیکھتے، پکڑتے اور چلتے ہیں۔

جنہیں ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں۔

اپنی بات

اللہ رب العزت کا فضل عظیم مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص عنایت میرے والدین کریمین کی دعاؤں کا ثمرہ۔ پیر و مرشد حضور مصطفیٰ رضا خاں، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی روحانی تربیت، پیر پیراں امیرے میراں حضور سیدی سرکار غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر شفقت جنہوں نے ہم جیسے گنہگاروں کے لیے فرمایا۔ مُرِيدِي لَا تَخَفِ اللَّهُ رَبِّي۔

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر

مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

اور تمام بزرگوں کی سایہ کرم نے مجھے یہ توفیق بخشا

گر قبول اُفتدز ہے عز و شرف

ناچیز: غفران احمد نوری القادری

ابن طبیب ملت حضرت حافظ شیرزاں مصطفوی مدظلہ

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند اسماعیل پور کٹر اکو شامی

نعت رسول ﷺ

از: امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو جائے ابھی کوہِ محن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسند
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

کیا بات رضا اس چمن ستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

منقبت در شان سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

از: امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے
علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

ریشک بلبل ہے رضا لالہ داغ بھی ہے
آپ کا واصل و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

عظمت اولیاء

اولیا اللہ ہیں سرتا پنا نایب حضرت محمد ﷺ مصطفیٰ
 جو نہیں ملتی ریاضت سے وہ شے اولیاء اللہ کی صحبت میں ہے
 اولیا اللہ کو جو پا گیا وہ خدا و مصطفیٰ کو پا گیا
 جس نے بھی دیکھا ولی اللہ کو اُس نے دیکھا بالیقین اللہ کو
 جو خدا کی ذات میں دیوانہ ہے اپنی ہستی سے بھی جو بیگانہ ہے
 جو محقق عارف باللہ ہے بے شک و شبہ فتانی اللہ ہے
 جو حقیقت میں قلندر ہے جناب معرفت کا اک سمندر ہے جناب
 پردہ الہام ہے جس کا پیام عالم لاہوت ہے جس کا مقام
 جس کا چہرہ عین وجہ اللہ ہے جس کی ہستی نورِ الا اللہ ہے
 جس کی صحبت میں گنہگاروں و شقی آکے ہو جاتے ہیں ابدال و ولی

(از: حضرت شاہ احسان اللہ محمدی صفوی عرف ابوسعید مدظلہ العالی)

اللہ کے ولیوں کی شان و عظمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ الْکَرِیْمِ

اللہ رب العزت کا فرمان: اِنَّ اَوْلِیَّآ اللّٰهَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔
(القرآن پارہ: ۱۱، سورہ یونس)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کے بعد انبیائے کرام کی آمد کا سلسلہ تو
بند ہو گیا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور رحمت کے تصدیق سے آپ کی امت
پر یہ انعام فرمایا گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر دور میں اسے اپنے محبوبین سے نوازا۔ یہ
مقبولان الہی قیامت تک اپنی روحانی برکات سے اہل عالم کو متمتع کرتے رہیں گے۔ اور
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض نبوت سے دلوں کی مردہ زمینوں کو سیراب کرتے
رہیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں کی شان میں ارشاد فرمایا: علماء امتی
کانیاً بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنائیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔
آیت کریمہ میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ لَا رَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ
بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلَکِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلٰی
الْعٰلَمِیْنَ۔ (البقرہ) اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو ایک دوسرے تو بے شک تباہ
ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہاں پر ائمہ مفسرین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکو کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا تمہیں مدد اور رزق کسی اور کے
سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے (بخاری عن سعد ابن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ایک روایت میں اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ابدال میری امت میں تیں ہیں۔ انھیں سے زمین قائم ہے انھیں کے سبب تم پر بارش اترتی ہے۔ انھیں کے سبب تمھیں مدد ملتی ہے۔ الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیا سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پرتو پر ہوں گے۔ انھیں کے سبب تمھیں مینہ ملے گا اور انھیں کے سبب مدد پاؤ گے۔ الطبرانی فی الاوسط۔ عن انس رضی اللہ عنہ بسند حسن۔

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خوبیوں میں مشابہت رکھنے والے تیں شخص زمین پر ضرور رہیں گے انھیں کی بدولت تمھاری فریاد سنی جائے گی اور انھیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انھیں کی برکت سے بارش دے جاؤ گے۔ (ابن حبان فی تاریخہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے خلق میں تین سوا اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں۔ اور چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم علیہ السلام اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے قلب میکائیل اور ایک کا قلب اسرافیل پر ہے علیہ الصلوٰۃ ووا لتسلیم۔

جب وہ ایک انتقال کرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے۔ اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سوا اور تین سو کا عام مسلمین سے۔ انھیں تین سو چھپن اولیا کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت بارش کا برسنا پیڑوں کا اگنا بلاؤں کا دفع ہونا۔ ہوا کرتا ہے۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں حاجت روائی خلق (مخلوق) کے لیے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں۔ یہ بندے (اولیاء اللہ) عذاب الہی سے امان میں ہیں۔ (الطبرانی فی الکبیر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔)

اللہ کے ولیوں کا اللہ کے نزدیک بہت ہی بلند مرتبہ ہے اور یہ اللہ ہی کا عطا کیا ہوا ہے بے شک اللہ نے اپنے ولیوں کو دنیا والوں کے لیے امان بنایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس کے لیے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو حضرت جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمان دنیا میں پکارتے ہیں۔ اے آسمان میں رہنے والو! اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تو تم سب اس سے محبت کرو، تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ زمین میں رہنے والوں سے اس کی محبت و مقبولیت بٹھا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ولیوں سے اس قدر محبت فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ولیوں کو دنیا میں بھی عزت عطا فرمائی اور کل میدان محشر میں بھی عزت عطا فرمائے گا۔

حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ کے کچھ بندے ہیں۔ جو انبیاء ہیں نہ شہدا قیامت کے دن انبیا اور شہدا ان کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ مقام پر

رشتہ کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا؟ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں وہ کون ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کی خاطر باہم محبت کرتے تھے نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے اللہ کی قسم! ان کے چہرے پر نور ہوں گے انھیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**۔ خبردار بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔ (ابوداؤد السنن)

ولیوں کی صحبت

باب نبوت ہمیشہ کے لیے بند ہو جانے کے بعد فیوض الہیہ کی ترسیل و اجراء کے نظام کو جاری و ساری رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرب اولیائے کرام کا سلسلہ جاری فرمادیا یہ اولیائے کرام درِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خیرات عامۃ الناس میں تقسیم کرنے اور انھیں اللہ کی بارگاہ کا راستہ دکھانے پر متعین ہیں۔ ان سے فیض حاصل کرنا حکم ربانی کی تعمیل ہے قرآن مجید میں حکم ربانی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَوَاہِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُنَ وَجْہَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنُکَ عَنْهُمْ۔ (الکہف: ۱۵)

تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جماتے رکھا کر صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں۔ تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ تک رسائی کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم میرے ان بندوں سے اپنا ناٹھ جوڑ لو جو صبح و شام میری یاد میں سرمست رہتے ہیں۔ اور جو میرے چمنستان الہیت سے جام پر جام اٹھاتے ہیں اور

میرے ذکر میں ان کی شب و روز عالم سرشاری میں بسر ہوتے ہیں۔ اب جنہیں میری قربت درکار ہو ان کے لئے ضروری ہے کہ میرے ان خدا مست بندوں کی صحبت اور سنگت اختیار کر لیں اور ان بادہ کشوں کی مئے سردی کی محفل میں آجائیں تاکہ انہیں بھی اس سرور و نشاط آگیاں شراب کے چند گھونٹ میسر آجائیں۔ اگر وہ نہیں تو فقط اس کی خوشبو سے جو سرشاری نصیب ہوگی وہ بھی کم نہیں۔

ارشاد فرمایا: وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ۔ یعنی اے پندار دنیوی میں مست رہنے والے لوگوں میرے ان بندوں سے اپنی نگاہیں نہ ہٹانا اور انہیں کبھی بنظر تحقیر نہ دیکھنا ورنہ اللہ تم سے اپنی نگاہیں ہٹالے گا۔ اور تمہارا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ اگر تم اخروی نعمتوں کے طلب گار ہو تو میرے بندوں کو اپنا مرکز نگاہ بنا لو۔ اگر تم عارضی متاع حیات سے صرف کر کے اُن خوشہ چیں بن جاؤ گے تو وہ تمہیں طالبانِ مولا اور طالبانِ آخرت بنادیں گے اور انہیں تکتا چھوڑ دو گے اور ان سے نظریں ہٹالو گے تو پھر مکروہات دنیا میں غرق ہو کر رہ جاؤ گے اور دنیاں کی محبت تمہیں ذکر الہی اور یادِ آخرت سے بیگانہ کر دے گی۔

زیارت قبور عمل صالح ہے

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ شَاءَ اَنْ یَّزُوْرَ قَبْرًا فَلِیْزُوْرَهُ فَاِنَّهُ یَرِیْقُ الْقَلْبَ وَیَدْمِیْعُ الْعَیْنَ وَیُذْکِرُ الْاٰخِرَةَ۔ (حاکم المستدرک، زیارت قبور)

بے شک میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ اب جو بھی قبر کی زیارت کرنا چاہے اجازت ہے کہ وہ زیارت کرے کیوں کہ یہ زیارت دل کو نرم کرتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں زیارت قبور کے وقت اہل قبور سے کس طرح مخاطب ہوا کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قُولِی السَّلَام عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْہَا وَالْمُتَاَخِرِیْنَ وَاَنَا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (مسلم) زیارت قبور

بزرگوں کی قبروں کی زیارت

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) اور بہت سے ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں ہوتے تو حصول برکت کی غرض سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔ خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی امام اعظم ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں۔ میں امام اعظم ابوحنیفہ کی ذات پاک سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لیے حاضر آتا ہوں جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس (کھڑے ہو کر) حاجت برآری کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ (قبر کی برکت کے سبب) میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔ (خطیب بغدادی تاریخ بغدادی زیارت قبور)

قرآن وحدیث وائمتہ کے احوال سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کی شان وعظمت بہت ہی بلند وبالا ہے اور ان کے در سے فیض جاری ہوا کرتا ہے ان کے در پہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور حاجتیں رواں ہوتی ہیں اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے (امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

کارآمد باتیں

- (۱) خدا کی نظر میں وہ عظیم ہے جس کا اخلاق بلند ہے۔ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
- (۲) دنیا میں جو چیز سب سے کم ہے وہ سچائی اور امانت ہے اور جو چیز سب سے زیادہ ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)
- (۳) اللہ اسم اعظم ہے مگر اسے کارگر تب ہوتا ہے جب کہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ کے کوئی نہ ہو۔ (سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ)
- (۴) بھوکے کو کھانا کھلانا حاجت روائی کرنا دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اچھے نفس کی زینت ہے (حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ)
- (۵) کسی سے نیکی کرتے وقت بدلے کی توقع مت رکھو کیوں کہ اچھائی کا بدلہ انسان نہیں خدا دیتا ہے (حضور مفتی اعظم ہند)
- (۶) اگر تیری ماں تجھ سے ناراض ہے تو یقیناً تو جنت کی کنجی گم کر چکا ہے تیرے سارے گناہ معاف کرتا ہوں تو صرف ماں سے معافی مانگ کر خدمت کر کے ان کو راضی کر لے۔ (مفہوم حدیث)

(از: خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند)
حافظ شیرزماں مصطفوی اسماعیل پور کٹر اکو شامی

امیر کبیر سید قطب الدین مدنی علیہ الرحمۃ فاتح کٹر

آپ کی ولادت ایک روایت کے مطابق ۵۲۸ھ مطابق ۱۱۳۸ء اور وفات ۳ رماہ رمضان المبارک ۶۰۸ھ مطابق ۱۲۱۱ء عہد سلطنت آرام شاہ بن سلطان قطب الدین ایک دوسری روایت تاریخ ولادت ۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۵ء اور تاریخ وصال ۳ رماہ المبارک ۶۶۷ھ مطابق ۱۲۶۵ء عہد سلطنت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش آپ فاتح کٹر ہیں آپ نے بڑی کوششوں کے ساتھ کٹر کو فتح کیا تھا۔ آپ کا ذکر کٹر کی فتح میں آئے گا۔ عرض یہ کہ آپ نے قلعہ کٹر فتح کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ فقیر (قطب الدین) کی حیات اور موت دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کٹر کے لیے کی گئی ہے۔ مگر تم لوگوں کو اجازت ہے کہ چاہو تو وطن واپس چلے جاؤ میں بخوشی اجازت دیتا ہوں۔

تو آپ کے ساتھیوں نے التماس کیا کہ ہماری بھی موت و حیات حضور ہی سے ہے۔ تب ہر ایک کو حسب خواہش اس کے جائے معقول قیام عطا ہوئی۔ (آئندہ اودھ صفحہ ۶۰، صفحہ ۶۱) آپ کا مزار حضرت خواجہ کٹرک شاہ ابدال کے روضہ سے جانب جنوب میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ کٹرک شاہ علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد

آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ اسماعیل قریشی سہروردی ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیخ اسماعیل شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے بھائی یا بھائی کے لڑکے تھے اور اسی خانوادہ بزرگ سے خلافت حاصل کی تھی۔

آپ بڑے صاحب احوال و مقامات تھے باطنی اشارہ پا کر آپ ملتان سے الہ آباد تشریف لائے اور موضع نہرولی جو اب بمرولی کے نام سے مشہور ہے وہاں آپ نے سکونت

اختیار کر لی۔ آپ کا مزار بھی اسی جگہ زیارت گاہِ خلق ہے۔ (مراۃ الاسرار، ص: ۱۱۹ تا ۱۲۰)

ذکر خواجہ کٹرک شاہ ابدال قدس سرہ

خواجہ کٹرک شاہ ولی اللہ مجذوب صاحب ولایت کٹر اہیں۔ حالات آپ کے بہت طول و طویل ہیں اجمالاً یہ ہے کہ بحالت طفولیت (بچپن) والدین آپ کے انتقال کر گئے اور جب آپ بالغ ہوتے تو تلاش مرشد کامل کے ایک روز کارواں کے ہمراہ موضع بمرولی میں شب باش ہوئے جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا وہ قافلہ آپ کو چھوڑ کر آگے چلا گیا آپ اپنی تنہائی پر بہت روئے پھر آپ غیبی الہام سے مبشر ہوئے کہ آپ آبادی کے اندر جا کر مولانا اسماعیل قریشی کی ملازمت حاصل کریں۔ حسب اشارہ جب آپ حضرت شیخ اسماعیل قریشی کے حضور حاضر ہوئے تو پہلے ہی سے ان کو اپنے انتظار میں پایا۔

فرمایا یہ خط لے اور اس پہاڑ پر جہاں روشنی ہے چلا جا خط لینے کے بعد خواجہ کٹرک علیہ الرحمۃ کو ذوق و شوق ہو جب آپ پہاڑ کے دامن میں پہنچے ایک چشمہ عظیم پانی کا دیکھ کر غسل کیا اور تھوڑا سا پانی پی کر پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام مشغول بہ نماز ہیں جب حضرت خضر علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ کٹرک شاہ علیہ الرحمۃ نے وہ خط ان کے سامنے رکھ دیا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ آپ کو مرتبہ ابدالی پر مامور کیا گیا۔ مئے کو گلاب بنا کے پیا کر۔ بعد عطائے خلعت ابدالی مولانا اسماعیل قریشی سہروردی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا کہ حضرت خواجہ کٹرک شاہ ابدال علیہ الرحمۃ کا شمار کاملین عقلائے مجاہدین میں ہوتا ہے یہ امر پائے تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ آپ شیخ اسماعیل قریشی سہروردی کے مرید تھے۔ شیخ کی تربیت کے بعد ان پر عظیم الشان واردات کا ظہور ہونے لگا جس میں آپ مستغرق ہو گئے۔ آپ خلق سے بالکل بے نیاز ہو گئے کیوں کہ توجہ الی الخلق سب سے بڑا حجاب ہے۔

چنانچہ شیخ اسماعیل قریشی سہروردی نے ان کو مجاز بنا کر رخصت کر دیا۔ اور وہ جا کر قصبہ کٹرا میں مقیم ہو گئے۔ لیکن غلبہ حال کی وجہ سے آپ نے طریق ملا میہ اختیار کر لیا خواجہ کٹرک شاہ ابدال مغلوب الحال ایسے تھے کہ سوائے مئے نوشی کے دوسرا کام نہ تھا۔ ہمیشہ بھٹی شراب کی روشن رہتی تھی جو کوئی کچھ نذر دیتا تھا اس کو فوراً بھٹی میں ڈال دیتے تھے اور جس کو یہ کام بُرا لگتا بلا تکلیف اس کو وہ چیز بھٹی سے نکال کر دے دیتے تھے۔

چنانچہ بحوالہ مفتاح التواریخ یہ نقل ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز نے آپ کے واسطے خرقہ بھیجا آپ نے اس کو آگ میں ڈال دیا۔ جو خادم خرقہ لایا تھا وہ بحضور قطب الدین اوشی علیہ الرحمۃ کے پاس شکایت لے گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر جاؤ اور اس خرقہ کو واپس مانگ کر لاتا کہ تجھ پر کیفیت مراتب خواجہ کٹرک شاہ کے منکشف ہو۔ وہ خادم واپس آ کر طالب خرقہ ہوا۔ حضرت خواجہ کٹرک شاہ نے فرمایا اندر بھٹی کے گھس کر اپنا خرقہ نکال لے جب وہ خادم بھٹی کے اندر خرقہ تلاش کرنے گیا تو بہت سے خرقوں کو آگ میں رکھا ہوا دیکھ کر شرمسار ہوا۔

مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ برہنہ رہتے تھے مگر قاضی سید امیر رکن الدین نبیرہ قطب الدین کو دیکھ کر کپڑا پہن لیتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ایک آدمی اس کو دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے۔ اور قاضی صاحب بھی ان کا بدرجہ ادب کرتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے بروئے مکاشفہ پہ خبر دی تھی کہ میرے بعد یہاں ایک فقیر مجذوب باسم گرگ اللہ ہوگا۔ لحاظ رکھنا اور خواجہ کٹرک شاہ ابدال بھی قاضی امیر رکن الدین کو بہت چاہتے تھے۔ اور فرماتے تھے تو سردار ہے تیری اولاد بھی سردار رہے گی تیرے فرزند عین میرے فرزند ہیں حضرت خواجہ کٹرک شاہ ابدال علیہ الرحمۃ سے بے اختیار کرامات کا ظہور ہوتا اور چاروں طرف سے لوگ جمع ہونے لگے آپ تمام قیود سے متنفر تھے آپ شعرستانہ بھی کہا کرتے تھے آپ کے ایک مرید نے یہ اشعار جمع کئے ہیں۔ ان میں سے دو

رباعیات یہ ہیں:

اندر طلب دوست چو مردانہ شدم
اول قدم از خود بیگانہ شدم
ترجمہ: دوست کی طلب میں جب میں نے دلیری سے قدم رکھا تو پہلے قدم پر اپنے
وجود سے بیگانہ ہو گیا۔

او علم نغے شنید لب ہر بستم
او عقل نغے خرید دیوانہ شدم
ترجمہ: چوں کہ دوست کو میرے علم کی ضرورت نہ تھی میں نے لب بند کر لئے اسے
عقل درکار نہ تھی۔ تو میں دیوانہ ہو گیا۔

کرک نہ پوشید گہے خرقہ
سرنہ تراشید زموئے زرہ
خرقہ چہ پوشی و تراشی چہ سر
ہر دو دوکان است ازیں درگزر
ترجمہ: خواجہ کرک نے نہ کبھی خرقہ پہنانا، خرقہ پہننے اور سرمندانے کی کیا
ضرورت یہ دوکان داری ہے اسے ترک کرنا بہتر ہے۔

تاریخ نظامی میں ہے کہ جب علاؤ الدین یعنی سلطان جلال الدین خلجی کا داماد اور
برادرزادہ (چچا زاد بھائی) حاکم کٹر امانک پور تھا تو اس نے بہت فوج جمع کر لی اور دیوگڈھ
کی طرف روانہ ہوا اس ملک کو فتح کر کے تاخت و تاراج کر ڈالا اور بے شمار مال دولت جمع
کر کے واپس آ گیا یہ دیکھ کر سلطان جلال الدین اس سے خائف ہوا اور یہ فیصلہ کیا کہ
دیوگڈھ جا کر علاؤ الدین کو اس کی دولت سمیت قبضے میں لے لے۔

چنانچہ جلال الدین خلجی کشتی میں سوار ہو کر کٹر امانک کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی آمد کی خبر سن کر

علاء الدین خلجی کو فکر لاحق ہوئی اور وہ خواجہ کٹرک شاہ ابدال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عجز و نیاز مندی سے باطنی امداد طلب کی۔ حضرت خواجہ کٹرک نے ارشاد فرمایا:

ہر کس کہ کند باتو جنگ سردر کشتی تن در گنگ
ترجمہ: جو شخص تمہارے ساتھ جنگ کرے گا۔ اس کا سر کشتی میں ہوگا۔ اور تن دریائے گنگ میں۔

ملک علاؤ الدین خلجی یہ بشارت سن کر خوش خوش واپس آیا۔ دو تین دن کے بعد یعنی ۱۷/ رمضان ۶۹۵ھ کو سلطان جلال الدین اسی حال میں مارا گیا۔ اس کی جگہ بادشاہ علاؤ الدین تخت نشین ہوا۔

خواجہ کٹرک شاہ علیہ الرحمۃ کا مزار قصبہ کٹرا میں زیارت گاہِ خلق ہے آپ سلطان المشائخ کے ہم عصر تھے۔

ذکر تارتخ وصال حضرت خواجہ کٹرک شاہ ابدال علیہ الرحمۃ

قریب وصال ایک ارادت مند حسب معمول بحضور خواجہ کٹرک صاحب علیہ الرحمۃ کے لیے مئے لایا۔ تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس کو زمین پر پھینک دو میں نے توبہ کی اب شراب محبت الہی سے مخمور ہوں اس کے بعد مسجد میں جا بیٹھے اور آنکھیں سرخ ہو گئیں اور یہ آیت پڑھی: إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ۔ فرماتے تھے کہ آج وہ روز ہے کہ گرگ کو تم سے جدا کرتے ہیں اے یارو مجھ کو فراموش نہ کرنا۔ اور آپ نے یہ دعائیہ جملہ بھی ارشاد فرمایا۔ جب تک کٹرا آباد ہے حق تعالیٰ اس شہر کو بلا سے محفوظ رکھے گا اس کے بعد نعرہ لگاتے اور سورہ اخلاص بار بار تلاوت کرتے۔ یہاں تک کہ روئے مبارک زرد ہو گیا۔ اور یہ آیت تلاوت کی: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٌ وَيَبْقَى وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

خادم نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہیبت و عظمت اللہ سے۔ نہیں معلوم کہ کیا معاملہ پیش آوے گا۔ اس کلام کے بعد اس فانی دنیا سے رخصت ہوئے۔ اِنَّ لِلّٰہِ اِنَّ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تاریخ سوم رجب المرجب بروز جمعہ ۷۰۵ھ مطابق ۱۳۰۵ء یا ۷۰۳ھ مطابق ۱۳۰۳ء

رباعی

کرد رحلت ز عالم فانی رفت در جنت بیار امید
درد سرداشت از خمار فراق لا جرم بادۂ وصال چشید
بعد انتقال خواجہ کٹرک علیہ الرحمۃ کے جلال کی وجہ سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ قریب
لاش مبارک جائے۔ مگر قاضی امیر رکن الدین ممدوح الذکر حاضر ہو کر تجہیز و تکفین میں
مصروف ہوئے اور صلحا و علما کے ہمراہ نماز جنازہ کی پڑھائی۔
نقل ہے کہ ملک المشائخ شیخ ضیاء الدین زاہد نے قریب لاش مبارک جا کر کہا۔
السلام علیک یا خواجہ ابدال گرگ قطب ذوالجلال۔ اس کے جواب میں خواجہ کٹرک شاہ
علیہ الرحمۃ نے ولیکم السلام فرمایا۔ (بحوالہ جلد اول ظہور قطبی)
جو لوگ دعویٰ فرزند نسبت خواجہ کٹرک شاہ ابدال علیہ الرحمۃ کرتے ہیں۔ یا ان کی
بہن کے رشتہ کا کرتے ہیں۔ کسی کتاب سے نسب ثابت نہیں کیوں کہ خواجہ کٹرک شاہ علیہ
الرحمۃ کو محض تجربہ تھی ماں باپ بھائی بہن لڑکے و غلام و گھر وغیرہ نہ تھا۔

(مرآۃ الاسرار، ص: ۹۱۹ تا ۹۲۱، آئینہ اودھ، ص: ۸۷ تا ۸۹)

خواجہ کٹرک شاہ ابدال نے طریقہ ملامتی اختیار کیا تھا۔ طریقہ ملامتی کے بارے میں
مخدوم سید علی ہجوری المعروف حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ مشائخ طریقت
کی ایک جماعت نے ملامت کا طریقہ پسند فرمایا ہے۔ کیوں کہ ملامت میں خلوص و محبت کی
بہت بڑی تاثیر اور ارزت کامل پوشیدہ ہے اور اہل حق مخلوق کی ملامت کے لیے مخصوص ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل حق اور مومنوں کی تعریف میں فرمایا:

وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُوتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ (پارہ ۶، سورہ مائدہ، آیت ۵۴)

حق تعالیٰ کا دستور ایسا ہی ہے کہ جس نے حق کی بات منہ سے نکالی سارے جہان نے ملامت کی کیوں کہ ایسے بندے کے اسرار، ملامت میں مشغول ہونے کے باعث مخفی رہتے ہیں۔ یہ حق تعالیٰ کی غیرت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو دوسروں کے دیکھنے سے محفوظ رکھتا ہے تاکہ ہر شخص کی آنکھ اس کے دوست کے حال کے جمال پر نہ پڑے۔ اور بندے کو اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے کہ وہ اسے دیکھنے کی کوشش کرے اور وہ خود بھی اپنا جمال نہ دیکھ سکے۔ کیوں کہ وہ غرور اور تکبر کی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے خلق کو ان پر ملامت کے لیے مقرر فرمایا اور نفس لوامہ (لامت کرنے والی خصلت) کو ان کے اندر پنہا کر دیا تاکہ وہ جو بھی کرے وہ اس پر ملامت کرتا رہے۔ اگر وہ بدی کرے تو اسے بدی پر ملامت کرے اور اگر نیکی کرے تو کوتاہی پر راہ خدا میں یہی وہ اصل قول ہے جس میں کوئی آفت اور حجاب نہیں ہے۔ اور طریقت میں جو دشوار تر ہے اس لیے کہ بندہ اپنے آپ کسی غرور میں نہ پھنس جائے۔

لامت کی قسمیں

لامت کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ وہ سیدھا چلے۔ دوسرے یہ کہ وہ قصد کرے تیسرے یہ کہ وہ ترک کرے۔ پہلی قسم کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کام کرتا ہے اور امور دینیہ میں کامل احتیاط برتا ہے اور معاملات میں مراعات سے کام لیتا ہے مگر خلق پھر بھی اس پر ملامت کرتی ہے۔ کیوں کہ لوگوں کی یہ عام عادت ہے۔ مگر وہ شخص کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص لوگوں میں صاحب عزت و مشرف ہونے کے ساتھ اس میں

مشہور بھی ہو اور اس کا دل عزت کی طرف مائل بھی ہو اس کے باوجود وہ یہ چاہے کہ ان سے جدا ہو کر یاد الہی میں محو ہو جائے اور قصد ایسی راہ اختیار کرے جس سے مخلوق اس پر ملامت کرے اور اسے عمل سے شریعت میں بھی خلل نہ واقع ہو مگر لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس سے متنفر ہو کر جدا ہو جائیں۔ اور تیسری قسم یہ ہے کہ دل میں تو کفر و ضلالت سے طبعی نفرت بھری ہو۔ بظاہر شریعت کی متابعت نہ کرے اور خیال کرے کہ ملا متی طریقہ پر ایسا کر رہا ہوں۔ اور یہ ملامت کا طریقہ اس کی عادت بن جائے۔ اس کے باوجود وہ دین میں مضبوط اور راست رہو۔ لیکن ظاہر طور پر بغرض ملامت، نفاق و ریا کے طور و طریق پر دین کی خلاف ورزی کرے۔ اور مخلوق کی ملامت بے خوف ہو وہ ہر حال میں اپنے کام رکھے خواہ لوگ اسے جس نام سے چاہیں پکاریں۔

واضح رہنا چاہیے کہ طریقت میں ملا متی مذہب کو شیخ زمانہ حضرت ابو حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ نے پھیلایا ہے۔ ملامت کے سلسلے میں ان سے بکثرت لطیفے منسوب ہیں چنانچہ ان کا ایک قول یہ ہے کہ الملامۃ ترک اسلامیہ سلامتی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا نام ملامت ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۳)

مولانا شمس الدین المعروف مولانا خواجگی علیہ الرحمۃ (کبری گھاٹ)

آپ خلف رشید ہیں اپنے والد گرامی سید احمد کے آپ بڑے متقی اہل باطن و صاحب ارشاد اس خاندان میں پیدا ہوئے حضرت میر سید مخدوم مولانا خواجگی صاحب آپ خلیفہ میر سید علاؤ الدین جے پوری کے ہیں حضرت ابو جعفر امیر بہرائچی و حضرت مخدوم مذکور تاش خواجہ کے ہیں حضرت مخدوم مولانا خواجگی صاحب سید صحیح النسب ہیں۔

آپ کا مزار دریائے گنگا کے کنارے ایک بلند ٹیلے پر ہے۔ جو زیارت گاہ خلق (مخلوق) ہے۔ اور آپ کے مزار شریف کے قریب یہ قطعہ لکھی ہے۔

برائے خدائے عزیزان من
نوسید برگور من این سخن
کہ چوں خواجگی درتہہ خاک شد
نکوشد کہ خس کم جہان پاک شد

مشہور فقرایہ ہے کہ جو کوئی اہل محبت ان کی زیارت کو جاتا ہے آپ خود چالیس قدم آگے بڑھ کر زائر کی پیشوائی کرتے ہیں۔ (آئینہ اودھ ص ۶۲، ۶۳)
یہ ہیں وہ پاک نفوس قدسیہ وارواح طیبہ جو خاک ہو کر اکسیر و کیمیا کا کام دیتے ہیں۔

خواجہ مؤید الدین (کٹری)

پیدائش ۶۶۸ھ وفات ۷۲۶ھ آپ اوائل عمر میں دنیاوی دھندوں میں مشغول بکار رہے بادشاہ اور شہزادہ سے یاری تھی۔ جس زمانہ میں سلطان علاؤ الدین خلجی جاگیردار اور امیر تھے تو آپ نے ان کے ہاں کارہائے نمایا انجام دئے۔ آخر کار شیخ نظام الدین اولیاء سے بیعت ہوئے اور اپنی خوشی سے دنیاوی کاروبار کو خیر آباد کہہ دیا۔ جب سلطان علاؤ الدین خلجی سلطنت کی مسند پر متمکن ہوئے تو خواجہ مؤید الدین کٹری رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا لیکن جب سلطان علاؤ الدین کو معلوم ہوا کہ خواجہ مؤید الدین کٹری شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہو کر دنیاوی کاروبار ترک فرما چکے ہیں تو انہوں نے شیخ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ خواجہ مؤید الدین کو اجازت دیے دیں تاکہ وہ ہمارے کاموں میں ہمارے معین و مددگار ہوں تو شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ خواجہ کو اب ایک دوسرا کام درپیش ہے جس کی وہ تیاری کر رہے ہیں۔ یہ جواب چو بیدار کو ناگوار گزرا اس نے کہا شیخ نظام الدین! آپ سب سے وہی کام لینا چاہتے ہیں جو خود کر رہے ہیں۔ تو شیخ نے جواب دیا کہ اپنی طرح کام لینے کا کیا مطلب؟ اپنے سے بھی زیادہ بہتر کام کرانا چاہتا ہوں۔

سلطان علاؤ الدین خلجی یہ جواب سن کر خواجہ مؤید الدین کٹری سے مایوس ہو گئے اور پھر ان کو اپنے یہاں بلانے کا خیال ترک کر دیا۔

خواجہ مؤید الدین کٹری کی قبر خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے پائیں میں ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ (اخبار الاخیار، ص: ۲۳۶)

شیخ تقی علیہ الرحمۃ

تاریخ وفات: ۸۹۸ھ آپ کٹر امانک پور کے رہنے والے تھے آپ پیشہ کے اعتبار سے بنکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقویٰ اور کرامت کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ کا نام لینے سے زہریلے جانوروں کے زہر کا اثر فوراً ختم ہو جایا کرتا تھا۔

اسی طرح سانپ پکڑنے والوں میں یہ بات مشہور ہے کہ سانپ کا زہر بھی آپ کا نام لینے سے اتر جاتا ہے۔ (اخبار الاخیار، ص: ۳۷۹)

شیخ کمال الدین المعروف شیخ کالو (کمال پور)

پیدائش ۱۳۸۹ء / وفات ۱۴۵۰ء

آپ شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ تھے آپ کا اصلی نام شیخ کمال تھا لیکن آپ کو شیخ کالو سے یاد کیا کرتے تھے۔ بڑے بلند پایہ اور صاحب ریاضت بزرگ تھے۔ آپ کا مزار کٹرا (کمال پور) میں ہے اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ (اخبار الاخیار، ص: ۳۸۷)

شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ

پیدائش مبارک ۱۳۴۱ء، وصال مبارک ۱۴۴۹ء

آں سلطان فقر و معدن اسرار

آں مست مشاہدہ نور الانوار

ارباب صدق و یقین۔ قطب ولایت مخدوم شیخ حسام الدین قدس سرہ آپ کا شمار کاملین روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ بڑے قوی الحال اور بلند ہمت اور بے نظیر وقت تھے۔ آپ حضرت شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ شیخ کے بعد آپ ان کی مسند پر متمکن ہوئے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا۔ اس حد تک کہ حضرت شیخ نور قطب عالم کے فرزند نے اپنے والد کے اشارہ کے مطابق خرقہ خلافت مخدوم شیخ حسام الدین سے حاصل کیا اور آج تک ان کی اولاد حضرت شیخ حسام الدین کی اولاد سے خرقہ حاصل کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا بزرگی ہو سکتی ہے آپ کا اصلی وطن مانک پور ہے۔

شیخ حسام الدین مانک پوری کی ولایت کے انوار آج تک جلوہ گر اور قیامت تک رہیں گے۔ غرض یہ کہ جب شیخ حسام الدین تعلیم سے فارغ ہوئے تو آپ کے دل میں طلب حق جلوہ گر ہوئی۔ چنانچہ آپ بے قراری سے تلاش شیخ میں مصروف ہو گئے حق تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ آپ اپنے ننانویں خط میں جو آپ نے شیخ نظام الدین میراں شہ کو لکھا۔ وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ نور قطب کے ایک مرید نے مرید ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ سردی کے موسم میں ایک بزرگ نے پانی لا کر فرمایا کہ اٹھو نماز تہجد ادا کرو۔ اس مرید نے اٹھ کر نماز تہجد پڑھی۔ چھ ماہ تک اس پر حالت جذب طاری رہی اور دیوانگی کی حالت میں رہا۔ اس کے بعد رات کو حضرت مخدوم جہاں سید جلال الدین بخاری قدس سرہ کو عالم معاملہ میں دیکھا کہ اسے اپنی جانب کھینچ رہے ہیں۔ اس اثنا میں حضرت شیخ نور قطب عالم مشرق کی طرف سے ظاہر ہوئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا یہ میرا ہے۔ اس کے بعد اس مرید نے ایک رات حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ کو عالم معاملہ میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کسی جگہ لے گئے ہیں اور سماع

میں مشغول ہو گئے ہیں۔ آنحضرت کے حال پر تو اس مرید کے دل میں قوی جذب پیدا ہو گیا اور غلبہ اشتیاق میں مغلوب ہو کر حضرت شیخ نور قطب عالم کی خدمت میں پندرہ گیا۔ راستے میں جس منزل پر پہنچتا تھا حضرت شیخ حاضر ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فکر مت کرو۔ جب پندرہ پہنچے تو نماز جمعہ کے بعد بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس مرید کے ہاتھ پر جا پہنچا۔ مرید نے حیران ہو کر حضرت شیخ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ میرے مشائخ عظام کا ہاتھ ہے انہوں نے بھی تجھے قبول کیا ہے۔ پس آنحضرت نے اسے چودہ ماہ اپنے پاس رکھ کر کئی چلے کرائے اور مجاہدات میں مشغول رکھا۔ اس کے بعد اس مرید نے عرض کیا میرا دل ذاکر ہو گیا ہے آپ نے فرمایا: **ذَا لِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔**

اس کے بعد فرمان ہوا کہ حضرت شیخ سراج الدین کی زیارت کے لیے جاؤ۔ چنانچہ وہ وہاں چلے گئے۔ شیخ سراج الدین نے ان پر بہت نوازش فرمائی اور باطنی طور پر خرقہ خلافت عطا فرما کر شیخ نور قطب عالم کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ مرید خلوت میں مشغول ہو گیا۔ ایک رات اس نے شیخ علاؤ الحق قدس سرہ کو عالم معاملہ میں دیکھا۔ انہوں نے بھی اسے خرقہ خلافت عطا کیا اور شیخ نور الحق (نور قطب عالم) کو سفارش کی کہ یہ مرید بہت لائق ہے شیخ نور الحق نے اس مرید سے پوچھا کہ اے فرزند نور دیدہ بلکہ دیدہ نور کے معنی کیا ہے۔ اس مرید نے عرض کیا حضرت مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ پس شیخ نے فرمایا میرا نام نور ہے اور تو میرے نور دیدہ ہو۔ نیز تم نور اللہ بھی ہو، اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے استغراق عطا فرمایا ہے۔ میں حق تعالیٰ سے تمہارے استغراق کی ترقی کی دعا کرتا ہوں اور ہمارے مشائخ نے استغراق اس شعر میں اپنے اصحاب کو تلقین کیا ہے۔

چناں در اسم او کن چشم پنہاں

کہ مے گرد و الف در بسم پنہاں

ترجمہ: حق تعالیٰ کے اسم میں یعنی ذات میں اس طرح گم ہو جا جس طرح بسم اللہ میں الف گم ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد اس مرید کورات کے وقت غیب سے یہ آواز آئی برات عشق ہم نے تمہیں سب نعمتیں شیخ نور قطب کی بدولت عطا کی ایک اور رات ہاتف نے آواز دی کہ ہم نے تمہیں سب نعمتیں شیخ نور قطب کی بدولت عطا کی ہیں۔ اب آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ مرید شیخ حسام الدین کی ذات بابرکات تھی حق تعالیٰ جسے چاہتا ہے کمال نوازش سے اس طرح پرورش کرتا ہے۔ نیز شیخ حسام الدین اپنی کتاب انیس العاشقین میں لکھتے ہیں کہ اٹھارہ ماہ ربیع الآخر کو یعنی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے عرس کے دن حضرت نور الحق نے اپنے تمام فرزندان اور مریدان کے سامنے مجھے خرقہ خلافت عطا فرمایا:

اس کے بعد مانک پور کی طرف روانہ کر کے فرمایا کہ وہاں جا کر لوگوں کی ہدایت میں کمر بستہ ہو جاؤ۔ شیخ حسام الدین نے عرض کیا کہ وہاں جا کر علاؤ الحق کے خلیفہ شیخ نصیر الدین رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نصیر الدین حسام الدین کے ساتھ قیامت تک رہے گا۔ پس آپ مانک پور پہنچ کر مسند ولایت پر متمکن ہو گئے اور ایک جہاں آپ سے فیض یاب ہوا۔ شیخ نصیر الدین چند روز کے بعد وفات پا گئے۔ شیخ حسام الدین کو تمام اولیائے وقت اکسیر عشق کہتے تھے کیوں کہ آپ کے فیض تربیت سے اکثر لوگ مرتبہ تکمیل کو پہنچے چنانچہ آپ کا سلسلہ آج تک روشن ہے۔

حضرت شیخ حسام الدین بڑے مجاہد تھے۔ آپ کتاب رفیق العارفین میں فرماتے ہیں کہ خلافت کے بعد میں نے سات سال تک اپنی زندگی فقر و فاقہ میں گزاری بھوک لگتی تھی تو میں پانی پی کر مشغول ہو جاتا تھا۔ ایک دن میرے ایک لڑکے کو بھوک لگی تو میرے پاس آیا اور رونے لگا اور یہ الفاظ میری زبان سے نکلے۔ (اے عجاپوں توئی ہمجونی رانہ پس)

اس کے بعد ایک شخص نے طعام کا خوانچہ ارسال کیا اور اس سے پہلے اس نے کبھی

نہیں بھیجا تھا۔ ایک آدمی نے ایک من دا کھ بھیجی یہ دیکھ کر مجھے بہت پشیمانی ہوئی اور دل میں کہنے لگا کہ کیوں یہ الفاظ زبان سے نکلے۔ نیز آپ لکھتے ہیں کہ مرید ہونے سے پہلے مجھے کئی کتابیں یاد تھیں لیکن حضرت شیخ نور الحق کے ہاں مرید ہونے سے میں سب کچھ بھول گیا۔ لیکن بات کرتے وقت یاد آ جاتا تھا۔ جب اللہ اکبر کہتا تھا تو اس حد تک کہ لوگ افسوس کرتے تھے کہ دشمن تھا دیوانہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد میں نے حضرت قطب عالم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور ہر منزل میں پیر کا جمال میرے سامنے تھا جب کشتی میں سوار ہوا ایک درویش بھی ہمارے ساتھ تھا جب کشتی کنارے لگی تو وہ درویش پانی میں جا پڑا۔ اور کسی کو اس کا علم نہ ہوا۔ جب میں حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ درویش آپ کا ہم شکل تھا آپ فرماتے ہیں ابتدائے سلوک میں ہر روز میں پندرہ پارے قرآن مجید کے پڑھتا تھا اور نماز چاشت تک ختم کر لیتا تھا۔ تفسیر مدارک پاس ہوتی تھی۔ اگر معنی میں کوئی دقت ہوتی تو فوراً دیکھ لیتا تھا۔ اور بہت لطف آتا تھا۔ ایک دن ہاتف نے آواز دی کہ خوب پڑھتے ہو جیسا کہ پڑھنا چاہئے۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص مقام قطبیت پر بھی پہنچ جائے تو اسے تلاوت قرآن ترک نہیں کرنی چاہیے کم از کم ایک پارہ روزانہ پڑھ لیا کرے۔ غرض یہ کہ اس طائفہ کے لوگوں کے احوال و اطوار بیان سے باہر ہیں۔

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند

تہی خمخانہ ہا کر دند و رفتند

(یار لوگ شراب پی کر چلے گئے اور شراب خانے خالی کر کے رخصت ہو گئے)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اخبار الاخیار میں آپ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ مریدوں کی اپنے مشائخ سے متعلق وہی مثال ہے۔ جیسے کپڑے میں پیوند، اور صادق و پختہ کار مرید کی مثال اس پیوند کی طرح ہے جو کپڑے کے دھلنے کے ساتھ خود

بھی دھل کر پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو فیض شیخ کو ملتا ہے اس سے مرید بھی بہرور ہوتا ہے اور جو مرید اپنے شیخ کے حکم پر عمل نہیں کرتا۔ وہ رسمی مرید ہے یعنی اس مثال ایسی ہے جیسے ایک سفید کپڑے میں سیاہ پیوند اگر چہ شیخ کا فیض اس کے عاصی مرید پر بھی ہوتا ہے لیکن اس کو اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا منقاد اور فرمانبردار ہونے کی حیثیت میں ہوتا ہے۔ یہ دولت کوئی معمولی نہیں نیز فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں چند اشخاص بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک مینڈک پھدکتا ہوا اس مجلس کے نزدیک آیا، یہ دیکھ کر ایک دانا شخص اس مجلس سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کو بھاگتا دیکھ کر لوگ (اس کی بزدلی پر) ہنسنے لگے اور اس سے دریافت کیا کہ تم مینڈک سے کیوں ڈرتے ہو؟ اس دانا (عقل مند) نے کہا کہ میں مینڈک سے نہیں ڈرتا البتہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس کے پیچھے کوئی سانپ آ رہا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی درویش کمزور ہو اور اس کا سلسلہ نہایت مضبوط ہو تو اس سے ڈرنا چاہیے کیوں کہ اس کو رنجیدہ کرنے سے اس کے سلسلہ کے تمام مشائخ کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو جائیں گے۔

نیز فرماتے ہیں کہ اپنے سر پر صافہ بادھنے اور خود رکھنے سے گریہ وزاری کرتے رہنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ ایک اونٹ کو چوہے نے جنگل میں چڑتا ہوا دیکھ کر کہا کہ اے اونٹ تم کسی کے ہو رہو۔ اونٹ نے جواب دیا۔ میں تمہارا ہو گیا۔ ایک دن اونٹ ایک درخت کے ہرے ہرے پتے کھانے لگا تو اس کی نیل درخت کی شاخ میں پھنس گئی اور اونٹ عاجز ہو گیا۔ اس نے بُرے وقت میں چوہے کو یاد کیا۔

چنانچہ وہ چوہا اپنے دوسرے چوہوں کے ساتھ آیا سب نے مل کر درخت میں پھنسی ہوئی رستی کتر دی، اس طرح اونٹ نے نجات پائی۔

یقین میداں کہ شیران شکاری

درپن راہ خواستند از مور یاری

آگے فرماتے ہیں کہ سالک ذکر کرتے کرتے عاشق بن جاتا ہے اور فکر کرتے کرتے عارف بن جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مجھے اکثر کتب از بر تھیں لیکن جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب کچھ نسیا منسیا ہو گیا۔ اب ایک بہترین علم کا مالک ہوں اگر کوئی چاہے تو میں فقہ کی مشہور معروف کتاب الہدایہ کو سلوک کی طرز پر کہہ سناؤں۔

فرمایا دنیا سایہ کی مانند ہے اور آخرت آفتاب کی مانند کوئی شخص سایہ پکڑنے کی جتنی کوشش کرے گا وہ سایہ پکڑ نہیں سکتا اور جب کوئی آفتاب کی طرح چلتا ہے تو سایہ خود بخود اس کے برابر چلتا رہتا ہے۔

مریدوں کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مرید ہونے کے بعد اپنے حریفوں کے ساتھ نشست و برخاست نہ کی جائے ممکن ہے کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور تمہارے راستہ میں خلل انداز ہوں۔ اور دہلیز پر بھی نہ بیٹھا جائے ممکن ہے کہ شیطان صفت انسان آکر راستہ سے ہٹا دے۔ (اخبار الاخیار، ص: ۳۸۰ تا ۳۸۵، مرآۃ الاسرار ۱۲۴۲)

مولانا جلال الدین مانک پوری علیہ الرحمہ

آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۳۱ھ اور تاریخ وصال ۱۳۲۵ھ ہے آپ شیخ حسام الدین مانک پوری کے جد امجد تھے، بڑے عالم، عابد، صابر، متقی بزرگ مشہور ہے کہ نماز عشاء پڑھنے کے بعد آپ اس وقت تک آرام کیا کرتے تھے۔ جب تک عام طور پر لوگ جاگتے رہتے ہیں۔

جب لوگ سو جاتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور فجر کی نماز تک عبادت کرتے تھے۔ روز آنا اکتالیس مرتبہ آپ سورہ یس پڑھا کرتے تھے۔ اور نماز چاست کے بعد لوگوں کو مسائل شرعیہ کا درس دیا کرتے تھے اور آپ کا ذریعہ معاش کتابت تھی۔ قرآن مجید لکھتے اور

دہلی بھیج دیتے تھے۔ جس کا ہدیہ پانچ سو روپے ہوتا اور بلا وضو کبھی آپ قلم کو ہاتھ نہ لگایا کرتے تھے۔ جن دنوں چوروں اور ڈاکوؤں کا شہر میں دور دورہ ہوتا تو آپ اس خطرے سے گوشت کھانا ترک کر دیتے تھے کہ کہیں یہ جانور چوری کا نہ ہو۔ آپ خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ شیخ محمد کے ارادت مند تھے۔ امیروں کے مثل زندگی بسر کرتے اور بادشاہوں کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ محمد علیہ الرحمۃ مانک پور تشریف لے گئے شہر کے قاضی اور ان کے صاحبزادے آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آئے اور ان لوگوں نے اپنے دل میں یہ منصوبہ بنایا کہ اگر شیخ محمد علیہ الرحمۃ ہمیں مصری منگوا دیں تو ہم انھیں صاحب کشف و کرامت بزرگ تسلیم کریں گے۔ چنانچہ شیخ محمد علیہ الرحمۃ نے مولانا جلال الدین سے فرمایا کہ کچھ لوگ ہمارا امتحان لینے کی غرض سے آرہے ہیں کچھ مصری لے آؤ۔ قاضی صاحب ساتھ صاحب زادگان جب حاضر ہوئے تو مصری کو موجود پا کر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے اس کے بعد قاضی صاحب نے شیخ محمد علیہ الرحمۃ کو دعوت دی کہ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں۔ شیخ محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چالیس برس ہو چکے ہیں۔ میں نے کسی قاضی کے گھر کا کھانا نہیں کھایا۔ (اس لیے آپ کی دعوت قبول نہیں کی) جب یہ محسوس کیا کہ اس سے قاضی صاحب کبیدہ حاضر ہو گئے ہیں تو فوراً پوچھا کہ آپ کے بیٹے کی محکمہ قضا کی طرف سے کوئی تنخواہ مقرر ہے؟ قاضی صاحب نے جواب دیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر اپنی ملکیت سے کھانے کا انتظام کرے تو ہم ضرور کھانا گھائیں گے۔

(اخبار الاخیار، ص: ۳۸۵، ۳۸۶)

مولانا خواجہ علیہ الرحمۃ

آپ کی تاریخ ولادت ۱۳۰۲ھ اور وصال ۱۴۰۹ھ آپ شیخ حسام الدین مانک پوری

کے والد محترم ہیں۔ بڑے بڑے متقی بزرگ تھے۔ اکثر اوقات فاقہ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے یہاں تین روز سے مسلسل فاقہ کی حالت تھی۔ اسی دوران ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا اور ساتھ ہی نقدی لایا۔ آپ نے فتویٰ اس کے حوالے کیا اور وہ نقدی بھی واپس کر دی جب آپ کے گھر والوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ آپ پر سخت برہم ہوئے۔ مغرب کی نماز کے وقت ملک عین الدین مانک پور آئے وہ ایک دعا پڑھ رہے تھے۔ اس میں کچھ الفاظ مشکل آگئے جن کے مفہوم کو وہ نہ سمجھ سکے تو لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی عالم بھی ہے تو اس کے ساتھیوں نے مولانا خواجہ کا نام لیا تو اس نے (عین الدین) مولانا موصوف کو بلایا اور جو مشکل تھی وہ دریافت کی اور جتنی نقدی پہلے فتویٰ لینے والا لایا تھا اس سے دو چند نقدی اور کپڑے اور کھانے مزید براں مولانا کو دئے۔ مولانا نے قبول کر لیے اور گھر واپس لوٹ کر اہل خانہ کو بتلایا کہ میں نے ذرا جرات و ہمت کر کے مشکوک مال کو رد کر دیا تو خدا تعالیٰ نے اس سے دو چند طیب مال عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ (اخبار الاخیار، ص: ۳۸۶)

مولانا شیخ علیہ الرحمۃ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۸۲ء کو اور وصال مبارک ۱۴۴۲ء کو ہوا۔ آپ قرآن کریم کے حافظ تھے آپ نے تمام زندگی مانک پور میں ہی خلوت نشینی کے ساتھ گزاری تھی۔ بڑی کثرت سے لوگ آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ جو کوئی آپ کو کھانا پیش کرتا تو اس میں سے ایک لقمہ اٹھا کر کھا لیتے اور باقی اسی کو واپس کر دیتے۔ جب کوئی کاشتکار آپ کے پاس آتا تو اس سے اس کی کھیتی اور جانوروں کے حالات پوچھتے۔ شیخ حسام الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے مولانا شیخ سے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں (ان لوگوں سے کھیتی اور جانور کی باتیں کیوں کرتے ہیں) تو

آپ نے فرمایا کہ ان بیچاروں کو تصوف اور سلوک سے کیا تعلق ان سے ان کی متعلقہ چیزوں کے باتیں کرتا ہوں تاکہ یہ لوگ خوش ہو جایا کریں اور اپنے گھر جا کر فخر سے بیان کریں کہ ہمارے پیر نے ہم سے یہ یہ پوچھا اور یوں فرمایا۔ (اخبار الاخیار، ص: ۳۸۷)

راجی سید حامد شاہ علیہ الرحمۃ

آپ کی ولادت باسعادت ۸۰۹ھ کو اور وصال ۹۰۸ھ کو ہوا آپ شیخ حسام الدین مانک پوری کے مرید تھے صاحب نسبت و حال صاف باطن بزرگ تھے۔ صاحب مراۃ اسرار رکھتے ہیں کہ ایک دن شیخ حسام الدین نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں راجی سید حامد شاہ جن کی عمر اس وقت سات سال تھی کہ حسن و جمال پر آپ کی نظر پر گئی بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور جمال کا مشاہدہ کرتے رہے۔ اسی طرح متحیر اپنی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ بعض لوگوں نے راجی سید حامد شاہ کے والد سے یہ ماجرہ بیان کیا کیوں کہ ان کے والد اہل بصیرت اور درویش سیرت تھے۔ خوش ہو کر راجی سید حامد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر مخدوم کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا کہ میں اس لڑکے کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اسی دن سے آپ راجی سید حامد شاہ کی تربیت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں انہیں مرتبہ تکمیل و ارشاد پر پہنچا دیا۔ اور عین شباب کی حالت میں خلافت دے کر جو پور کی طرف بھیج دیا تاکہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت دیں۔ رخصت کرتے وقت انھیں گھوڑے پر سوار کیا اور خود پیدل چل کر شہر کے باہر رخصت کیا۔ اس وقت آپ نے فی البدایہ یہ شعر کہا

مے روی و در رکابت می رود جاب حسام فی امان اللہ رود اللہ خیر حافظا
تو جا رہا ہے اور تیرے ساتھ حسام الدین کی جان جا رہی ہے جاؤ اور وہی بہترین محافظ ہے۔

جب راجی سید حامد شاہ اپنے جمال ولایت کے ساتھ شہر جو پور میں داخل ہوئے تو شہر اور گرد و نواح کے علاقہ میں آپ کی بے حد شہرت ہوئی اور تمام لوگ آپ کے قدموں پر گرنے لگے۔ ان میں شیخ اللہ داد جوا کا بر شہر میں سے تھے بھی آپ کے مرید ہو گئے اور آپ کے حسن تربیت سے تھوڑے عرصہ میں مرتبہ ارشاد کو پہنچ گئے راجی حامد شاہ نے انھیں خلافت دے کر جو پور میں تعینات کیا اور خود شیخ حسام الدین کی بارگاہ میں مانک پور چلے گئے۔ (مراۃ الاسرار، ص: ۱۲۴) منقول ہے کہ سلطان شمس الدین اتمش کے دور حکومت میں سادات کردیز میں سے دو بھائی دہلی تشریف لائے۔ ایک کا اسم گرامی سید شمس الدین تھا۔ انھوں نے میوات کے علاقہ میں سکونت اختیار کی ان کی بقیہ اولاد بھی وہیں رہتی ہے اور دوسرے سید شہاب الدین تھے جن کی اولاد میں راجی سید حامد شاہ ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد اپنے علاقہ کے بڑے معزز و مکرم لوگوں میں سے تھے۔ وہاں کی زبان میں آپ لوگوں کو راجی کہتے تھے۔ آپ اوائل عمر میں سپاہیوں کے لباس میں رہا کرتے تھے۔ شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگرچہ آپ علوم ظاہری معمولی پڑھے ہوتے تھے مگر خداداد علمی استعداد کی وجہ سے بڑے بڑے علما آپ کے معتقد تھے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں خیال آتا کہ آپ کشف کے ذریعہ اس کے احوال ظاہر کریں تو آپ خود بخود ہی اس کے حالات بیان کرنا شروع فرما دیتے اور ان حالات کے ضمن میں اس کے مقصود کو بھی ظاہر کر دیتے تھے۔

آپ کا مزار مانک پور میں ہے۔ (اخبار الاخبار، ص: ۴۱۶)

راجی سید نور علیہ الرحمۃ

آپ کی ولادت ۹۰۱ھ اور وصال مبارک ۹۹۷ھ کو ہوا۔ آپ سید راجی حامد کے بیٹے تھے اور اپنے والد کی طرح صاحب کرامت بزرگ تھے۔ سپاہانہ لباس پہنتے جس میں اپنے

حال اور مشغولی باطن کو چھپائے رکھتے تھے۔ صاحب مراۃ الاسرار آپ کے بچپن کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ شیخ حسام الدین نے آخری وقت میں مشائخ چشت کا خرقہ خلافت اپنے فرزند قاضی شاہ کو عطا فرمایا۔ اور قسم قسم کی نعمتوں سے ان کو مالا مال کر کے فرمایا میرے بیٹے قاضی شاہ کا پہلا مرید مرتبہ قطبیت کو پہنچے گا۔ راجی سید حامد شاہ اس وقت موجود تھے فوراً گھر جا کر اپنے بیٹے راجی سید نور کو جن کی عمر چھ ماہ تھی اٹھا کر لے آئے اور قاضی شاہ کا مرید کر دیا۔ جب شیخ حسام الدین کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ راجی سید حامد شاہ کے خلوص اعتقاد پر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ جو نعمت کہ حق تعالیٰ نے مجھے عنایت کی تھی راجی سید حامد شاہ نے خود لے لی ہے۔ اور جو نعمت میرے بیٹے کو ملی ہے اس میں انھوں نے اپنے فرزند کو شریک کر دیا ہے۔ راجی سید نور کے کمالات کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ شیخ نظام الدین اٹپٹھی حضرت راجی سید نور کے مرید ہیں لیکن خرقہ خلافت انھوں نے شیخ معروف جو پوری سے حاصل کیا ہے۔

راجی سید نور علیہ الرحمۃ کا مزار بھی مانک پور میں ہے۔ اللہ آپ پر رحمت نازل کرے۔ (مراۃ الاسرار، ص: ۱۲۳۹، اخبار الاخبار، ص: ۴۱۷)

حضرت سالار بدھ علیہ الرحمۃ

حضرت سالار بدھ قصبہ کٹرا کے رہنے والے تھے شیخ بہاء الدین کے خلفائے سے تھے۔ آپ تمام ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ کا مزار قصبہ کٹرا میں واقع ہے ان کی اولاد آج بھی زیور صلاح و علم سے آراستہ ہے۔ (مراۃ الاسرار، ص: ۲۳۸)

شیخ نصیر الدین مانک پوری علیہ الرحمۃ

شیخ نصیر الدین جو بہت بلند مقام بزرگ تھے وہ شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمۃ کے ہم

مشرّب تھے بڑے بزرگ اور صاحب تصرف تھے آپ کا مزار سرائے مانک پور میں ہے۔
(مرآة الاسرار، ص: ۱۰۱۵)

شیخ چندن قوم افغان

آپ محلّہ کاغذیان کٹر اخاص میں آباد ہوئے۔ آپ تیر اندازی میں ضرب المثل تھے تیر و کمان بوجہ شوق ایسے عمدہ بناتے تھے کہ اکثر اس لوگ آپ سے فرمائش کر کے بنوایا کرتے تھے۔ آخر کاریہ پیشہ آپ کی وارثت میں ہو گیا۔ (آئینہ اودھ، ص: ۶۲)

شاہ سید خاں علیہ الرحمۃ

شاہ سید خاں علیہ الرحمۃ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی سے ملتا ہے آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے کٹر اشرف لائے۔ آپ کا مزار مسجد کٹر بازار میں ہے۔
(آئینہ اودھ، ص: ۱۸۳)

سید علاؤ الدین بخاری

آپ شیخ معین الدین کے خلیفہ و مرید تھے آپ کا مزار دریا کے کنارے جانب پچھم موضع لہدری خطیب میں ہے۔

لفظ خطیب کی وجہ تسمیہ۔ لفظ خطیب جو لہدری کے ساتھ جڑا ہے یہ آپ کو یا آپ کی اولاد کو دہلی کے بادشاہ کی جانب سے عطا ہوا تھا۔ (آئینہ اودھ، ص: ۱۸۵)

ذکر حضرت عاشق ابدال علیہ الرحمۃ

آپ مرید و خلیفہ حضرت شاہ فیض اللہ کے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی دعاؤں سے

مرتبہ ابدالیت کو پہنچے اور اپنے نور باطن سے قرب جوار کو منور فرمایا۔ آپ کی قبر ایک ٹیلے پر دریا کے کنارے موضع حجرہ میں واقع ہے آپ کی مزار پر اکثر مجذوب لوگ جب کہ وہاں جنگل تھا آیا کرتے تھے۔ اور مجاہدات نفسی کیا کرتے تھے۔ (آئینہ اودھ، ص: ۱۸۸)

ذکر طیاری درگاہ شہزادہ

موضع سپاہ ہمسرحہ کٹرا زمین داری چودھری احمد یار خاں مدفون ہوئے اور ایک درگاہ جس کے درمیان ایک گنبد اور چاروں طرف اس کے چھوٹے چھوٹے چار برج ہیں۔ اب تک وہ درگاہ اس موضع میں موجود ہے لیکن جا بجا شکست ہو گئی ہے۔
وجہ تسمیہ موضع سپاہ۔ اس موضع کو زمین سواد خط کٹرا ہی سے تھی ملک کے انتظام میں جب یہاں فوج رہا کرتی تھی تو قلعہ کٹرا میں اتنی گنجائش نہیں تھی تو اس جگہ پر فوج شاہی۔ یعنی شاہی سپاہی رہا کرتے تھے اس وجہ سے اس موضع کا نام سپاہ ہوا۔ (آئینہ اودھ، ص: ۱۳۰)

حاجی جمال موضع دولت پور

حضرت کا ذکر کتاب کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا جاسکا۔

مخدوم شیخ منہاج الدین کٹرا

حضرت کا ذکر بھی کتاب کے بوسیدہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا جاسکا۔

مسجد قاضی محمد یعقوب

یہ خاندان مشہدی قصبہ کٹرا سے ہیں مسجد بخط طغریٰ کلمہ طیب لکھا ہوا ہے اور ۹۷۵ھ کندہ ہے یہ مقام اسماعیل پور کٹرا میں واقع ہے۔ (مصنف)

روضہ شیخ ہاشم شاہ علیہ الرحمۃ

آپ کا مزار شریف عالی شان گنبد کے نیچے بمقام اسمعیل پور کٹرا میں واقع ہے آپ کے روضہ میں آپ کا اسم گرامی بھی کندہ ہے اور چند فارسی اشعار بھی ہیں۔ (مصنف)

حضرت یوسف قتال علیہ الرحمۃ

آپ کا مزار خواجہ کٹرک شاہ علیہ الرحمۃ کی مزار سے جانب شمال موجود ہے۔ آپ یعنی حضرت یوسف قتال علیہ الرحمۃ نے بھی کٹرا کی فتح میں عظیم کارنامہ انجام دیا تھا آپ کا ذکر کٹرا کی فتح میں موجود ہے۔ (مصنف)

حضرت شاہ اسمعیل علیہ الرحمۃ

آپ کا مزار اسمعیل پور کٹرا میں زیارت گاہ خلق ہے آپ اللہ کے مقدس ولیوں میں شامل ہیں۔ (مصنف)

حضرت گدا علی شاہ اکبر پور کٹرا

بانی خاندان دیوان گدا علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں کہتے ہیں کہ دیوان صاحب سرزمین ایران سے شہر دہلی میں تشریف لائے۔ داراشکوہ شہزادہ دہلی نے آپ کو اپنی مصاحبت میں رکھا اور جب عالمگیر بادشاہ دہلی سے شہزادہ شکوہ نے شکست کھائی تو رفتائے داراشکوہ کو شہر دہلی چھوڑنا پڑا۔ اور دیوان گدا علی شاہ دہلی سے لاہور میں گئے اور شیخ حسین شاہ ڈھڈھا لاہوری کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ پہلے آپ کا نام علی تھا اور داراشکوہ کے حضور میں پہنچنے سے دیوان کا اور جب درجہ فقیری میں پہنچے تو لفظ گدا کا آپ کے نام میں اضافہ ہوا۔ چوں کہ

آپ کو سیاحی کا زیادہ شوق تھا۔ لہذا بطور سیاحی وارد قصبہ کٹرا ہوئے اور یہاں پہنچ کر دریائے گنگا کے کنارے سپاہ اکبر پور کے ایک بلند ٹیلہ پر گوشہ نشین ہو گئے جو اب تکیہ گدا علی شاہ کے نام سے مشہور ہے اور واقعی اب بھی یہ پر فیض مقام ہے۔ ایک روز آپ نشیب سے بلندی ٹیلہ پر جا رہے تھے۔ پاؤں نے لغزش کی اور اتفاقاً بلندی سے نشیب میں گرے اور اس وجہ سے پاؤں آپ کا مجروح ہو گیا آپ نے فرمایا کہ مرضی مولیٰ یہی ہے کہ میں کٹرا میں رہوں اور اس وجہ سے آپ نے اپنی زندگی یہی گزاری اور یہی مدفون ہوئے کہتے ہیں کہ آپ شہزادگان ایران سے تھے اور آپ شاعر بھی تھے۔ ایک دیوان جس میں زبان فارسی کی غزلیں ہیں آپ کی تصنیفات سے موجود ہے۔ جس میں شروع دیوان کی غزل یہ ہے۔

دم تسلیم می باید براہ عشق اولما
کہ تا آسان تو اں رفتن دریں وارد بمنزلہا

ہوئے دوست گرداری رضائے دوست کن رہبر
کہ اندر در سفر باید برادر راہ مشکبہا

علی مارا گر جوید دم غافل مشوا زما
مرا از ناتواں دیدن بمنزل خاتہ دلہا

حضرت دیوان گدا علی شاہ صاحب اولاد نہیں تھے۔ اس لیے آپ کے مرید و خلیفہ اول شاہ عزیز اللہ سجادہ نشین خانقاہ تکیہ گدا علی شاہ ہوئے۔ اور جب یہ بھی لا ولد فوت ہوئے تو خلیفہ دوم دیوان گدا علی شاہ۔ امان اللہ شاہ سجادہ نشین ہوئے۔ بعد وفات ان کے تراب علی شاہ خلیفہ شاہ عزیز اللہ مسند نشین ارشاد ہوئے۔ اور بعد چند دن کے عبدالباقی عرف باقی

شاہ خلیفہ تراب علی شاہ سجادہ نشین ہوئے۔ (از مولانا ہاشم صاحب دارانگر، مآخذ، ڈائری)
 ایسے نہ جانے کتنے بزرگانِ دین و شہدائے اسلام کے مزارات کٹر اومانک پور میں موجود
 ہیں۔ جن کا ذکر تو موجود ہے ہر مقام کی پہچان نہ ہونے کے سبب اس کتاب میں مذکور نہ
 ہو سکے۔ کتابوں کے مطالعہ کے ساتھ پتا چلتا ہے کہ کٹر اومانک پور کے علاقہ میں ہزاروں
 اسلام کے جاں بازوں نے دین اسلام کے لیے اپنے خوں کو پانی کی طرح بہایا ہے۔
 مگر افسوس آج کی نسلوں نے ان کے اس عظیم کارناموں کو وقت کے ساتھ ساتھ بھلا
 دیا۔ لوگوں قوم اپنا وجود تب کھو بیٹھتی ہیں جب اپنی تاریخ کو فراموش کر دیتی ہیں۔ اگر پھر
 سے اپنی عزت کی بہالی چاہتے ہو۔ تو پھر وہی نعمات عشق مصطفیٰ کے ترانے گاؤ جو تمہاری
 روح کو ایمانی بنادیں اور تمہیں تمہاری عزت پھر سے واپس مل جائے امین بجاہ سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب چلتے چلتے۔ اس عظیم قربانی کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔
 جن کے جلوہ سے کٹر اومانک پور کی زمین اسلامی رنگ میں رنگی نظر آتی ہے۔ (مصنف)

قلعہ کٹر اکی فتح

لشکر اسلام نے قنوج کو فتح کرنے کے بعد ۲۲ شعبان کو خطہ کٹر میں داخل ہوا۔ روانگی
 کے دوران فوج کے سربراہوں سے مشورہ کیا گیا کہ قلعہ کٹر کا کس قدر مضبوط ہے سرداران
 فوج نے کہا قلعہ کٹر سنگین اور مضبوط ہے اس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ بغیر
 بڑی توپوں کے فتح دشوار ہے اور جو توپ خانہ راجا کا رہ گیا ہے اس کو ساتھ لے چلنا چاہیے
 تب وہ توپ خانہ ہمراہ لیا گیا اور کافر قیدی جو لشکر میں تھے ان توپوں کو کھینچنے پر مقرر کئے گئے
 پانچویں رمضان کو لشکر گردنواح کٹر میں داخل ہوا اور یہاں راجہ راٹھور نے شہر کے
 باشندوں کو اسلامی لشکر کے آنے سے پہلے شہر کٹر سے بھگا دیا تھا۔ اور جو لوگ قابل لڑائی
 کے تھے ان کو اپنے ساتھ قلعہ میں داخل کر لیا تھا۔ ولدی امیر نظام الدین نے مع توپ خانہ

کٹر میں پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور ابتدا لڑائی کی توپوں سے کیا۔ سرداران حاجی جمال اور شیخ منہاج الدین نے ولد امیر نظام الدین کے ساتھ ہو کر گولہ باری اور تیر اندازی کے ذریعہ محصوران قلعہ کو تنگ کر دیا۔ کٹر کے رہنے والوں نے مقابلہ کی تاب نہ لا کر اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور حاجی جمال الدین اور شیخ منہاج الدین حضرت سید قطب الدین مدنی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ ان شہریوں کے امان کے خواہاں ہوئے جو لشکر اسلام میں شامل ہوئے تھے۔ بمقہصائے مصلحت ان کو امان دے کر یہ ہدایت دی گئی کہ قلعہ کے فتح ہونے تک وہ شہر کے باہر رہیں۔ یہ ان سے عہد و میثاق لیا گیا۔ اس کے بعد خیر خواہی کے لیے کچھ لوگ لشکر اسلام سے معمور ہو گئے۔ اور کچھ لوگ ان شہریوں پر اس لیے بھی مقرر کئے گئے کہ یہ لوگ کوئی خبر قلعہ میں نہ پہنچانے پائیں آخر کار وہی لوگ بطور جاسوسی قلعہ کی خبر لشکر اسلام میں دینے لگے اس انتظام کے بعد ہاتھی رکھنے والے اور بڑھئی اور مزدوران کٹر کو باہم پہنچا کر قلعہ کے اطراف کو کھدوانا شروع کیا۔ مورچہ کی تیاری کے بعد انھیں مقاموں سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور بڑی توپیں ان ٹیلیوں پر سے جو محاذی قلعہ تھے نصب کر کے دونوں طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ بہت کوشش کے باوجود بھی بادشاہ کے متعن کردہ لشکر قطب الدین مدنی جو نہایت چالاکی کے ساتھ قلعہ اور دیوار پر گولہ بازی کر رہا تھا خندق کی وجہ سے قلعہ کی دیوار کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا۔ اس میں کافی عرصہ گزر گیا۔

تب حاجی جمال و شجاع الدین و فیروز و شیخ منہاج الدین و سید احمد و شیخ بہاؤ الدین و شیخ چندن کی یہ رائے قرار پائی کہ خندق کو پاٹ کر حملہ کیا جائے۔ اس وقت جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر جلدی سے خندق کو پُر کرو گے تو پھر تم کو امان ملے گی تو وہ قیدی اپنی جان کے خوف کی وجہ سے کیا بڑے کیا چھوٹے کیا عورت کیا مرد سب ایک ہو کر ایسی محنت کرتے گئے کہ یہاں تک کہ خندق آخری رمضان کو بقدر راستہ کے قابل کر دیا اور شہر کے مکانوں کو کھود کر خندق کو پاٹ دیا جب مسلمانوں کو سارا

سامان حملہ کا مسیر ہو گیا تو بعد نماز عید الفطر بسم اللہ اکبر کے نعرہ کے ساتھ ایک باریگی لشکر اسلام نے قلعہ پر دھاوا بولا اس حملے میں اکثر مردان فوج اسلامیہ میں سے شہید ہوئے اور حملہ بے کار گیا۔ اسی اثنا میں یہ خبر پھیلی کہ سلطان قطب الدین ایبک مسلمانوں کی مدد کے واسطے آرہا ہے۔ جب اس کی خبر راجہ راٹھور کو ہوئی تو پریشان ہوا اور اپنے بیوی بچوں کو قلعہ مانک پور بھیج کر خود بھی بغیر اپنے سالاروں کے مشورے کے کشتی پر سوار ہو کر فرار ہو گیا۔ اور یہاں اگرچہ لشکر اسلام پھر سے حضرت قطب الدین مدنی کی اجازت سے قلعہ پر حملہ کرنے کو آمادہ تھا۔ اسی دوران مخبر نے خبر دی کہ راجا راٹھور مع اپنے اہل و عیال کے قلعہ کٹرا کو چھوڑ کر مانک پور قلعہ بھاگ گیا۔ تب شیخ منہاج الدین و سالار حاجی جمال حضرت قطب الدین مدنی سے آ کر التجا کی کہ اتنے مسلمانوں کی شہادت کے بعد ہم سے صبر نہیں ہو سکتا کہ دھاوا نہ کریں۔ اللہ پر بھروسہ کر کے قلعہ پر حملہ کرتے ہیں حالاں کہ راجہ مانک چندر قلعہ کی حفاظت میں موجود تھا۔ راجہ راٹھور نہ جانے کیوں اور کب مانک پور یا بنارس چلا گیا۔ پھر اس کے بعد مورچوں سے برابر گولہ اندازی اس شدت سے ہوئی کہ گیارہ ذیقعدہ کو اہل اسلام مورچوں سے نکل کر دیوار قلعہ تک پہنچ گئے اس ہلے میں سالار شجاع الدین و دیگر سردار گولہ باری کی وجہ سے درجہ شہادت کو پہنچے لیکن مسلمانوں نے ان کی شہادت کے باوجود سیڑھیاں پچھتم اور دھن کی جانب لگا دیں اور سالار فیروز چند مسلمانوں کے ساتھ سیڑھی کے ذریعہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور دوسری طرف سے شیخ منہاج الدین و سالار حاجی جمال الدین و سید یوسف قتال نے دھن کے دروازہ میں داخل ہو کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا۔ اس وقت ولد امیر نظام الدین نہایت دلیری سے ایک جماعت لے کر قلعہ میں داخل ہوا اور نعرہ تکبیر بلند کی اسی وقت سید قطب الدین مدنی بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک جماعت کے ساتھ قریب قلعہ پہنچ گئے۔ ولد امیر قیام الدین کو تین ہزار سوار و پیادہ نواح کٹرا میں اس خیال سے مامور کر دیا تھا کہ کفار دریا گنگا کے پیچھے سے فوج

پر شب خون نہ ماریں۔ اور اس کے علاوہ ولد امیر تاج الدین کو دو ہزار سوار پیادہ دے کر دریا گنگا کے اس پار بھیجا کہ وہاں جا کر قلعہ مانک پور کا محاصرہ کریں۔ مجاہدوں کی شہادت کے بعد مسلمانوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا بہت سے کافر مارے گئے اور جو بچے وہ لونڈی اور غلام بنے لیکن اس آخری حملہ میں سالار حاجی جمال شہید ہوئے ان کی وصیت کے مطابق ان کی قبر قلعہ کے صحن میں بنائی گئی۔ مسلمانوں کے ہاتھ جو مال غنیمت آیا وہ بہت زیادہ تھا۔ ہزاروں گھوڑے ہاتھی زرو جو اہرات تھے بعض چیزوں کو سلطان زماں کو جو ولد امیر نظام الدین کے وہ نسبت فرزند رکھتا تھا بھیجی گئی اور باقی مال غنیمت کو مجاہدین کو تقسیم کیا گیا۔

فتح قلعہ مانک پور

ولد امیر تاج الدین نے مانک پور میں جا کر مثل قلعہ کٹرا کے نہایت ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ ابھی حملہ کی نوبت نہیں آتی تھی کہ راجہ مانک چند حیران و پریشان ہو کر اسی رات جس رات قلعہ کٹرا فتح ہوا تھا۔ نکل گیا تھا یہ بعد میں معلوم ہوا کہ راجا مانک چند راجا جے چند کے پاس بنارس چلا گیا پھر تو مسلمانوں نے بہت آسانی سے قلعہ پر حملہ کر کے تمام مشیر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ (آئینہ اودھ، ص ۵۲ تا ۵۴،)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد والہ
وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

ختم شد

فروغ دین کے لیے امام اہل سنت کی دس نکاتی تجاویز

- (۱) عظیم الشان مدارس کھولے جائیں باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- (۲) طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی ننخواہی گرویدہ ہوں۔
- (۳) مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پردی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔
- (۴) طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔ یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو۔ کوئی کسی فن پر کوئی کسی فن پر۔
- (۵) ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً واعظاً و مناظراً اشاعت دین و مذہب کی کریں۔ جب آپ کے اہل یوں ملک میں پھیلیں گے اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔
- (۶) حمایت مذہب و رد بد مذہبان میں مفید کتب و رسائل، مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- (۷) تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کئے جائیں۔
- (۸) شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ و مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبی اعداء کے لیے اپنی فوجیں میگزین و رسالے بھیجتے رہیں۔
- (۹) جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں۔ اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

(۱۰) آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیعت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

دیکھئے حدیث کا ارشاد صادق ہے۔ آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا۔ اور کیوں نہ ہو کہ صادق مصدوق کا کلام ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ماکان و مایکون کی خبر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اظہار افسوس

صد افسوس آج ہمارے پاس اچھے مدارس ہونے کے باوجود تعلیم کا کوئی معیار نہیں۔ طلبہ کو وظیفہ دینے کی بات تو دور خود ناظم مدرسہ وظیفہ خور ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک مزدور کی مزدور بھی آج عزت کی ہے پر مولوی کی تنخواہ کہ بتانے میں بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ دس سال مدرسہ کی زندگی گزارنے کے بعد درد کی ٹھوکریں کھانے کو ملتی ہیں۔ کہیں دو ہزار کہیں تین ہزار یہ زندگی گزر رہی ہے۔ ان حالات میں وہ اپنے اہل کی خدمت کریں یا دین کی؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین کے دئے ہوئے مشن پر کام کرنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



مآخذ و مراجع

- | | |
|-------------------|----------------------------------|
| (۱) القرآن المجید | (۲) کتب احادیث مبارکہ |
| (۳) اخبار الاخیار | (۴) مراۃ الاسرار |
| (۵) الامن و العلی | (۶) تاریخ فرشتہ |
| (۷) کشف المحجوب | (۸) زیارت قبور |
| (۹) آئینہ اودھ | (۱۰) حدائق بخشش |
| (۱۱) شان اولیاء | (۱۲) نعمات اسرار فی مقامات ابرار |

لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
 شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
 مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
 گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
 شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم
 نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
 ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
 ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
 دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
 کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
 جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
 اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
 اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
 پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
 ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
 وہ زباں جس کو سب گُن کی کنجی کہیں
 اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
 کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
 اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
 کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
 بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام
 ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
 شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
 مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
 مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام